⚙⚙⚙ تقریر ⚙⚙⚙

تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

اَلْعَقْلُ اَصْلُ دِیْنِیْ (حضرت محمدؐ)

عقل میرے دین وایمان کی جزو ہے

(تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ (یوسف:3)

کہ یقیناً ہم نے اسے عربی قرآن کے طور پر نازل کیا تاکہ تم عقل کرو۔

فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِيۡكُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (یونس:17)

کہ پس میں اس (رسالت) سے پہلے بھی تمہارے درمیان ایک لمبی عمر گزار چکا ہوں، تو کیا تم عقل نہیں کرتے؟

کسی چڑیا کے بچوں کو اٹھا لیتا تو مولیٰ
تحفظ خود کیا کرتے تھے اُس کے آشیانے کا
کسی کمزور حیواں کی جو دیکھیں پسلیاں نکلی
تو مالک سے سب پوچھا اسی کے بلبلانے کا

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ 20 خصوصیات میں سے دوسری خصوصیت اَلْعَقْلُ اَصْلُ دِیْنِیْ یعنی عقل میرے دین اور ایمان کا سرمایہ ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ کی سیرت کے حوالہ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا:

اَلْمَعْرِفَةُ رَاسُ مَالِيْ وَالْعَقْلُ اَصْلُ دِيْنِيْ، وَالْحُبُّ اَسَاسِيْ، وَالشَّوْقُ مَرْكَبِيْ، وَذِكْرُ اللهِ اَنِيْسِيْ، وَالثِّقَةُ كَنْزِيْ، وَالْحُزْنُ رَفِيْقِيْ، وَالْعِلْمُ سَلَاحِيْ، وَالصَّبْرُ رِدَائِيْ، وَالرِّضَاءُ غَنِيْمَتِيْ وَالْعِجْزُ فَخْرِيْ، وَالزُّهْدُ حِرْفَتِيْ، وَالْيَقِيْنُ قُوَّتِيْ، وَالصِّدْقُ شَفِيْعَتِيْ، وَالطَّاعَةُ حَسْبِيْ، وَالْجِهَادُ خُلُقِيْ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ وَثَمْرَةُ فُؤَادِيْ فِيْ ذِكْرِهٖ وَغَمِّيْ لِاَجَلِ اُمَّتِيْ وَشَوْقِيْ اِلٰى رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ

(الشِّفَاءِ لقاضی عیاض بن موسیٰ صفحہ 81)

کہ معرفت میرا سرمایہ ہے اور عقل میرے دین کی بنیاد ہے اور محبت میری اساس ہے اور شوق میری سواری ہے اور ذکرِ الٰہی میرا مونس ہے اور وثوق میرا خزانہ ہے اور غم میرا رفیق اور علم میرا ہتھیار ہے، صبر میری چادر ہے، رضا میری غنیمت اور عاجزی میرا فخر ہے اور زُہد میرا پیشہ اور یقین میری قوت اور صدق میرا شفیع اور اطاعت میرا حسب، جہاد میرا اخلق اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے، ذکرِ الٰہی میرے دل کا پھل ہے اور میرا غم میری امت کے لئے ہے اور میرا اشوق اپنے رب عزّوجلّ کی طرف ہے۔

آج کی تقریر کے موضوع میں تینوں الفاظ کے لغوی معنی جاننے ضروری ہیں۔ عقل کا لفظ بہت وسیع معنی اپنے اندر رکھتا ہے۔ جس کے معانی دانائی، فہم، شعور، ادراک، سمجھ اور تمیز کے کئے جاسکتے ہیں۔ یہ دونوں علوم، دینی علم اور دنیوی علم میں استعمال کی جاتی ہے اور درست و صحیح راستہ کی تلاش میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ جسے ہم عقل

آرائی یعنی سوچنے اور عقل دوڑانے سے تعبیر کرتے ہیں۔ فیروز اللغات اردو کی رُو سے عقلِ کُل اُس نور محمدی، عقلِ کامل یا دانائے کُل کو بولتے ہیں جو دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے جاری ہوتا تھا اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اُس کو اخذ کر کے آگے دنیا میں پھیلاتے رہے۔ اِسی وجہ سے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسے اپنے دین اور ایمان کی اصل یعنی جڑ اور سرمایہ قرار دیا ہے۔ عقلِ سلیم کی اہمیت اور افادیت جاننے کے لئے اگر قرآنِ کریم کا مطالعہ کریں تو ہمیں بیسیوں ایسے مقامات پڑھنے کو ملتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو عقل سے کام لینے کی تلقین کی ہے۔ جن میں سے دو مقامات وہ ہیں مَیں اوپر تلاوت کر آیا ہوں۔ جن میں سے ایک میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک و مطہر زندگی کو مدّ نظر رکھ کر عقل سے کام لیتے ہوئے آپؐ کی صداقت کو جانچنے کو کہا گیا ہے اور فرمایا کہ

"مَیں اس (رسالت) سے پہلے بھی تمہارے درمیان ایک لمبی عمر گزار چکا ہوں، تو کیا تم عقل نہیں کرتے؟"

اور دوسرے میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کامل و ارفع تعلیم قرآن کریم پر عقل و غور و تدبّر کرنے کی تلقین دی گئی ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے تَعْقِلُوْنَ کا صیغہ استعمال کر کے مؤمنوں کو عقل آرائی سے کام لینے کی تلقین کی ہے وہاں بیسیوں مقامات پر یَعْقِلُوْنَ کے صیغہ میں مشرکین، کفار اور غیر مسلموں کو اسلام کی حسین اور پیاری تعلیم پر غور و خوض کرنے کو کہا گیا ہے۔

مسلمانوں کا جب مختلف علوم میں طوطی بولتا تھا۔ کیا فلاسفر، کیا حکیم، کیا سائنسدان ہر میدان میں ایک مسلمان نابغہ روزگار تھا تو انہوں نے خداداد عقل اور دانشمندی سے یہ میدان سر کئے۔ آج بھی جماعت احمدیہ میں ہر فرد جو ترقیات حاصل کر رہا ہے وہ خداداد علم و عقل سے کر رہے ہیں۔ اِس کی تازہ مثال نوبل انعام یافتہ مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کی ہے جنہوں نے اپنی عقل و دانش سے قرآن کریم پر غور و خوض کر کے اپنی تھیوری کو پیش کیا اور نوبل انعام حاصل کیا۔

سامعین! جہاں تک "اصل" لفظ کا تعلق ہے اِس کے لغوی معنی بھی مضمون کو سمجھنے میں آسانی پیدا کریں گے۔ لغت میں اِس کے تحت لکھا ہے۔ جڑ، بنیاد، منبع، تخم، سَت، عطر، خلاصہ، سرمایہ، پونجی، جبکہ دین، مسلک، دھرم اور ایمان کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

سامعین! ہم جب آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپؐ نے اپنی ساری زندگی خداداد عقلِ سلیم سے کام لے کر نہ صرف خود اللہ کا قرب حاصل کرتے چلے گئے بلکہ آپؐ نے اپنے صحابہ کی ایسی تعلیم و تربیت اور اصلاح کی کہ وہ عرش کے ستارے بن گئے۔ آپؐ نے ہر موقع پر چھوٹی چھوٹی مثالیں دے کر صحابہ کی تربیت و اصلاح کی۔ جیسے ایک صحابی جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئے تھے اور اپنی اونٹنی اللہ پر توکل کرتے ہوئے کھلی چھوڑ دی تو آپؐ نے عقلِ سلیم کو استعمال کرتے ہوئے جواب دیا کہ پہلے اونٹنی کو کلّے سے باندھو پھر اللہ پر توکل کرو۔ ایک دفعہ آپؐ مسجد میں معتکف تھے۔ آپؐ سے ملنے آپؐ کی زوجہ مطہّرہ حضرت صفیہؓ آئیں تو آپؐ اپنی زوجہ محترمہ کو چھوڑنے گھر تک گئے تو راستے میں دو انصاری ملے تو آپؐ نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ دیکھو! یہ میری بیوی صفیہ ہے اور فرمایا کہ شیطان انسان میں اِس طرح سرایت کرتا ہے جیسے خون رگوں میں چلتا ہے۔ مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں بدگمانی پیدا نہ ہو اور تم ہلاک نہ ہو جاؤ۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 52)

آپؐ کوئی ایسا موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے جس میں صحابہ کی تربیت مقصود نہ ہو اور شک و شبہات کے خطرے کو دُور کرنا مقصود نہ ہو۔ ایک دفعہ آپؐ اپنی دو ازواج کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک نابینا شخص آپؐ کو ملنے کے لئے آ گیا۔ آپؐ نے اپنی ازواج سے پردہ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ ازواج نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! وہ تو نابینا ہے۔ آپؐ نے عقلی جواب دیا کہ آپ تو نابینا نہیں ہیں۔

آپؐ کے تمام اخلاقِ حسنہ گو خداداد تھے مگر اِن کا موقع و محل کے مطابق استعمال آپ کی عقلِ سلیم کی دلالت کرتا ہے۔ جیسے آپؐ حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص آپؐ سے ملنے کے لئے آیا تو آپؐ نے اُسے دیکھ کر حضرت عائشہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ایک بداخلاق شخص ملنے آ رہا ہے مگر جب آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ اُس سے بہت محبت اور پیار سے ملے۔ اُس کے چلے جانے کے بعد حضرت عائشہؓ نے آپؐ سے پوچھا کہ اگر وہ بداخلاق تھا تو آپؐ تو بہت پیار سے اُسے ملے ہیں تو آپؐ نے فرمایا۔ اے عائشہ! آپ نے مجھے کب بداخلاقی کرتے دیکھا ہے۔ یہ واقعہ بھی آپ کے عقل کے برمحل استعمال پر دلالت کرتا ہے۔ آپؐ نے ایسے شخص کو دو مونہوں والا قرار دیا جو چغل خوری کرتا ہے کیونکہ چغل خوری منافقت بھی ہے اِس لیے ایسے شخص کو دو مونہوں والا یعنی منافق اور چغل خور قرار دیا۔

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کہ عقل میرے دین کی جڑ ہے پر مزید مثالیں دیں تو سب سے پہلے وہ مثال آپ کے عقلِ سلیم کے استعال پر دلالت کرتی ہے جب آپؐ نے فرمایا کہ پنجوقتہ نماز سے جسمانی صفائی اور طہارت کی مثال ایسی نہر سے دی جاسکتی ہے جس میں کوئی شخص دن میں پانچ دفعہ غسل کر کے اپنے جسم کی صفائی کرتا ہے۔ (مسلم کتاب الصلوٰۃ)

آپؐ نے جنگوں وغزوات اور سرایا میں صحابہؓ کی روانگی سے قبل ان کی رہنمائی فرمائی اور اکثر آپؐ اِن کو ہدایت دیتے نظر آتے ہیں کہ رات کو سفر کرنا اور دن کو آرام کرنا۔ یہ دراصل دشمنوں سے حفاظت کے لئے ہے۔ حدیبیہ سے تمام صحابہ کو بحفاظت واپس لانا اور قربانی کرنا بھی آپؐ کے عقل سلیم کے استعمال کی مثال ہے۔ اِسی عقلِ سلیم کے استعمال کا نتیجہ صحابہ کی وفا اور اخلاص پر نکلا جنھوں نے وضو کرتے پانی کو زمین پر نہ گرنے دیا۔ غزوہ خیبر میں خیبر کے محاصرہ کے دنوں میں ایک یہودی، اپنے رئیس کی بکریوں کی گلّہ بانی کیا کرتا تھا مسلمان ہو گیا۔ مسلمان ہونے کے بعد وہ واپس تو نہیں جا سکتا تھا۔ اُس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ مانگا۔ آپؐ نے عقلِ سلیم کو استعمال کرتے ہوئے اُسے مشورہ دیا کہ بکریوں کا مُنہ قلعہ کی طرف کر کے انہیں دھکیل دو۔ خدا تعالیٰ اِن کو ان کے مالک تک پہنچا دے گا۔ یہ جہاں توکّل کی مثال ہے وہاں عقل میرے دین کی جڑ ہے کی بھی ہے۔

(سیرت ابن ہشام جلد 3 صفحہ 356-357)

سامعین! حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر لکھے گئے ایک مضمون میں ”عقل کا کمال“ کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

”اگرچہ عقل کا کمال اخلاق کے اظہار سے ظاہر ہوتا ہے اور جس کے اخلاق نہایت اعلیٰ ہوں۔ اس کی عقل بہر حال نہایت اعلیٰ تسلیم کرلینی پڑے گی مگر اور دنیا کی باتوں میں بھی آپؐ کی عقل عجیب ممتاز نظر آتی ہے مثلاً آپؐ کی دنیا سے بے تعلقی آپؐ کے کمال عقل پر دلالت کرتی ہے۔ لاکھوں جاں نثار موجود ہیں۔ تمام عرب زیر نگین ہے۔ فتوحات وغیرہ کا مال چلا آتا ہے۔ مگر انتقال ہوا تو کھدّر کی ایک تہ بند اور پیوند لگا ہوا ایک کمبل آپ کے اُوپر تھا۔ زرہ ایک یہودی کے ہاں گروی پڑی تھی۔ ترکہ میں نہ کوئی لونڈی چھوڑی نہ غلام۔ نہ روپیہ نہ پیسہ۔ دو دو مہینے گھروں میں آگ نہ جلتی تھی۔ کبھی نفیس اور امیرانہ کھانے عادتاً نہ کھاتے تھے۔ تمام عمر نہایت سادہ اور زاہدانہ طور سے زندگی بسر کر دی یہ کمال عقل کی دلیل ہے۔

ایک نمونہ آپ کے کمال عقل کا آپ کی سپہ سالاری اور فوج کا انتظام ہے۔ ہمیشہ میدانِ جنگ میں فوج کو اس ترتیب سے جماتے اور اس طرح لڑاتے کہ باوجود دشمن کی کثرت اور اپنی قلت کے ہمیشہ فتح آپ کو ہی ہوتی تھی۔ صرف اُحد میں کچھ چشم زخم پہنچا۔ وہ بھی آپؐ کے حکم کی نافرمانی کی وجہ سے۔ پھر آپؐ کے عقل کا کمال یہ ہے کہ اکیلے اٹھے اور باوجود ہر قسم کی مخالفتوں کے اکیلے ہی تمام عرب پر غالب آگئے اور جب وفات پائی تو تمام عرب شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک آپؐ کے زیر نگین تھا۔ پھر آپؐ کے عقل کا کمال یہ ہے کہ آپؐ نے جنگ کر کے نہیں۔ بلکہ ہمیشہ صلح کے طریقوں سے اس ملک اور قوم کو مغلوب کیا۔ حکمتِ عملی سے تمام فتوحات آپ کی ہوئیں۔ بغیر جنگ کے فتح مکہ، رشتہ داریوں کی وجہ سے قوموں کا مطیع ہونا، معاہدات کی وجہ سے اسلام کو امن ملنا۔ یہ سب نمونے آپ کی عقل وفراست کے ہیں۔ اِسی طرح مختلف ضروریات کے پورا کرنے کو مناسب اور موزوں لوگوں کا انتخاب۔ یہودیوں اور منافقین کی کارروائیاں اور فسادات مٹانے کے لئے باموقعہ تجاویز۔ مؤلفۃ القلوب لوگوں کا خاص خیال اور یہ سب باتیں ایک ایسے ملک میں جس میں کوئی سیاست کوئی اتحاد، کوئی گورنمنٹ نہ تھی۔ آپؐ کی فراست اور دوراندیشی پر دلیل ہیں۔

حدیبیہ میں 1400 دماغ آپ کی رائے سے مخالف تھے ایک ایک نے اس وقت درخت کے نیچے اپنی جان دینے پر بیعت کی تھی اور دب کر صلح کر لینا اسلام کی تباہی کے مترادف سمجھتے تھے۔ مگر ایک اور صرف ایک صحیح عقل والا دماغ تھا جس نے سب کی مخالفت کی اور بظاہر گویا ہر طرح دب کر صلح کی۔ پھر واقعات نے بتا دیا کہ وہ ذلت نہیں تھی بلکہ اسلام کی فتح اور حقیقی عزت اور ظہور کا آغاز وہی عہد نامہ تھا۔ جس کے سبب مذہبی آزادی فریقین کو ملی اور اسلام اپنے عقلی دلائل اور سچے روحانی اثر سے ایک سیلاب کی طرح پھیلنا شروع ہو گیا۔

عمر خطابؓ جیسا مدبّر اور عقلمند شخص بھی کوئی گزرا ہے۔ مخالفین اسلام سے پوچھو۔ وہ متفق اللفظ ہیں اس بات پر کہ عمرؓ دنیا کے بے نظیر مدبّروں اور عقلمندوں میں ایک درخشندہ گوہر تھا۔ پھر اسی عمرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسوں میں بارہا غلطیاں کرتے اور عقل سیکھتے دیکھا پھر استاد اور شاگرد کا مقابلہ کرو تو معلوم ہوگا کہ عمرؓ ایک قطرہ تھا اس سمندر کے آگے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔“

(الفضل قادیان 12 جون 1928 خاتم النبیین نمبر صفحہ 6-7)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”قرآن کریم میں ان لوگوں کو جو عقل سے کام لیتے ہیں اولوالالباب فرمایا ہے۔ پھر اس کے آگے فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ ... اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دوسرا پہلو بیان کیا ہے کہ اولوالالباب اور عقل سلیم بھی وہی رکھتے ہیں جو اللہ جلشانہٗ کا ذکر اٹھتے بیٹھتے کرتے ہیں۔ سچی فراست اور سچی دانش

اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ اسی واسطے تو کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو۔ کیونکہ وہ الٰہی نور سے دیکھتا ہے صحیح فراست اور حقیقی دانش کبھی نصیب نہیں ہو سکتی جب تک تقویٰ میسر نہ ہو۔ اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو عقل سے کام لو۔ فکر کرو، سوچو۔ تدبر اور فکر کے لئے قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں۔ کتاب مکنون اور قرآن کریم میں فکر کرو اور پارساطبع ہو جاؤ۔ جب تمہارے دل پاک ہو جائیں گے اور عقل سلیم سے کام لوگے اور تقویٰ کی راہوں پر قدم ماروگے پھر ان دونوں کے جوڑ سے وہ حالت پیدا ہو جائے گی کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تمہارے دل سے نکلے گا جب انسان ان باتوں کو سمجھتا ہے تب اللہ تعالیٰ جو صانع حقیقی ہے۔ جو ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اس کا ثبوت سامنے آجائے گا۔ اس وقت سمجھ میں آجائے گا کہ یہ مخلوق عبث نہیں بلکہ صانع حقیقی کی حقانیت اور اثبات پر دلالت کرتی ہے تاکہ طرح طرح کے علوم وفنون جو دین کو مدد دیتے ہیں ظاہر ہوں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 41-42 جدید ایڈیشن)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ